شہید آزادی

علامہ فضل حق خیر آبادی رحمہ اللہ تعالیٰ

تحریر: مولانا ابوالحماد محمد محب النبی رضوی جامعہ حبیبیہ رضویہ فضل العلوم، جہانیاں منڈی

''میں تو وطن سے انگریزوں کو جاتے نہ دیکھ سکا خدا تمہیں یہ روز روشن دکھائے تو میری قبر پر آ کر یہ ضرور کہہ دینا کہ انگریز چلا گیا۔''

یہ پیغام تھا اپنے تلامذہ کے نام اس ہستی کا جس نے ساری زندگی اس خواہش میں بسر کی کہ خدا وہ دن دکھائے کہ یہ وطن ان انگریزوں کے ناپاک وجود سے پاک ہو جائے۔ اپنے شاگردوں کو پیغام دینے والی یہ شخصیت شمس العلماء علامہ عبدالحق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ جن کے والد گرامی بطل حریت، مجاہد جلیل آزادی ہند کے تاجدار، استاذ مطلق، شہید آزادی علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات بابرکات ہے۔ جنہوں نے انگریزی سامراجیت کو کچلنے کے لئے سردھڑ کی بازی لگائی اور انگریزوں کے ظلم و تعدی کا نشانہ بن کر جزیرۂ انڈمان کی زہریلی فضاؤں میں ہمیشہ کے لئے میٹھی نیند سو گئے اور ثابت کر دکھایا کہ

زندگی اتنی غنیمت تو نہیں جس کے لئے
عہد کم ظرف کی ہر بات گوارا کر لیں

علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت گوناگوں خوبیوں کی مالک تھی۔ متکلم و فلسفی، ادیب و شاعر، مصنف و ناقد، مناظر و مدرس، عالم و فاضل، محافظ ناموس رسالت، مجاہد تحریک آزادی جس اعتبار سے بھی دیکھا جائے آپ بلند مقام کے حامل نظر آتے ہیں۔ ان میں سے دو خوبیاں ایسی ہیں جو آپ کو دیگر ہم عصروں سے بہت بلند اور ممتاز مقام عطا کرتی ہیں اور وہ ہیں آپ کا علم و فضل اور تحریک آزادی میں آپ کا مجاہدانہ کردار۔ جہاں تک آپ کے علم و فضل کا تعلق ہے تو مستند تذکرہ نگاروں نے آپ کو عالم اسلام کے فلاسفہ میں نصیر الدین طوسی، صدر شیرازی، جیسے عظیم فلاسفہ کے ہم صف قرار دیا۔ اس سلسلہ میں ''آثار الصنادید'' کی یہ عبارت قابل مطالعہ ہے۔ ''آپ جمیع علوم و فنون میں یکتائے روزگار ہیں اور منطق و حکمت کی تو گویا انہیں کی فکر عالی نے بنا ڈالی ہے۔ علماء عصر بل فضلاء دہر کو کیا طاقت ہے کہ اس گروہ اہل کمال کے حضور میں بساط مناظرہ آراستہ کریں۔ بارہا دیکھا گیا کہ جو لوگ آپ کو یگانہ فن سمجھتے تھے جب ان کی زبان سے ایک حرف سنا دعوی کمال کو فراموش کر کے نسبت شاگردی کو اپنا فخر سمجھتے۔''

آپ نے اپنے علمی و فکری فیضان سے متحدہ ہندوستان میں علم الٰہیات، علم کلام اور منطق و فلسفہ کے ایک جدید مکتب علم ''مکتب خیر آباد'' کی بنیاد ڈالی۔ تیرہویں صدی کے بعد معقولیت کے ہر خوشہ چین کا شجرہ تلمذ اسی مکتب فکر سے استوار ہوتا ہے۔

علم و حکمت میں آپ کے مقام کا بیان آپ کے

صاحبزادے علامہ عبد الحق خیر آبادی کی زبانی سنئے۔ ایک مرتبہ مولوی اکرام اللہ شہابی نے مولانا عبد الحق خیر آبادی سے پوچھا کہ ''بھائی صاحب دنیا میں حکیم کا اطلاق کن کن پر ہے؟ مولانا نے فرمایا: بھیا! ساڑھے تین حکیم دنیا میں ہیں ایک معلم اول ارسطو، دوسرے معلم ثانی فارابی تیسرے والد ماجد علامہ فضل حق اور نصف بندہ۔''

یہ آپ کے علم وفضل کی ایک ادنیٰ سی جھلک ہے جو میں نے آپ کے سامنے پیش کی۔ 1857ء جنگ آزادی میں آپ کے مجاہدانہ کردار پر گفتگو کرنے سے پہلے آپ کی ولادت، خاندان اور تعلیم وتربیت کا اجمالی ذکر پیش خدمت ہے:

علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ 1212ھ بمطابق 1797ء میں اپنے آبائی وطن خیر آباد ضلع سیتاپور موجودہ اتر پردیش میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد ماجد مولانا فضل امام خیر آبادی علماء عصر میں ممتاز اور علوم عقلیہ کے اعلیٰ درجہ پر سرفراز تھے۔ تینتیس (33) واسطوں سے آپ کا سلسلہ نسب خلیفہ ثانی حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔

آپ کے دادا جان شیخ محمد ارشد، مولانا احمد ابن حاجی صبغت اللہ محدث خیر آبادی سے بیعت تھے۔ آپ کے ایک صاحبزادے عالم جوانی میں انتقال کر گئے باقی باقتضاء نوعمری احکام شرعیہ کے پابند نہ تھے۔ شیخ ارشد کو اس پر بڑی تشویش رہتی تھی۔ ایک بار عالم اضطراب و بے چینی میں پیر و مرشد کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دعا کی درخواست کی۔ پیر صاحب نے دعا فرمائی۔ رات کو سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت نصیب ہوئی دیکھا کہ سرکار کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے باغ میں تشریف لائے ایک درخت کے نیچے وضو فرمایا۔ صبح نماز کے بعد آپ کی اپنے شیخ سے ملاقات ہوئی تو دونوں نے ایک دوسرے کو مبارک باد دی اس باغ میں آئے تو دیکھا کہ جس جگہ سرکار نے وضو فرمایا تھا۔ وضو کا اثر یعنی پانی کی تری اب تک موجود ہے۔ ایک عرصہ تک لوگ اس جگہ کی زیارت کرتے رہے۔ چنانچہ شیخ الاسلام مولانا نقی علی خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شہزادے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کو 1309ھ میں ساتھ لے کر بریلی شریف سے خیر آباد اس مقام کی زیارت کے لئے آئے۔

علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے والد ماجد مولانا فضل امام خیر آبادی اور شاہ عبد القادر محدث دہلوی سے اور بعض حضرات کے نزدیک شاہ عبد العزیز محدث دہلوی سے بھی تحصیل علم کی اور صرف تیرہ سال کی عمر میں علوم عقلیہ ونقلیہ کی تکمیل کی اور چار ماہ اور کچھ دنوں میں قرآن پاک حفظ کیا۔

علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے 1857ء کی جنگ آزادی میں جو حصہ لیا وہ کسی وقتی جوش اور جذبے کا نتیجہ نہیں تھا بلکہ جنگ آزادی برپا ہونے سے برسوں پہلے آپ انگریزی تسلط سے ان کی ستم شعاری کی وجہ سے بددل اور بےزار تھے اور ان فرنگیوں کی نفرت آپ کے دل میں موجود تھی۔ اگرچہ آپ نے اپنی زندگی کا آغاز ایسٹ انڈیا کمپنی کی ملازمت سے کیا۔ یہ ملازمت ناپسند ہونے کے باوجود والد ماجد کے حکم کی تعمیل میں اختیار کی۔ انگریزی ملازمت سے آپ کی بےزاری کا اظہار اس خط سے ہوتا ہے جو آپ نے ملازمت کے تین سال بعد والد گرامی مولانا فضل امام خیر آبادی کے نام لکھا۔ یہ خط عربی میں ہے اس کے ایک اقتباس کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں۔ ''میں خدا کے فضل وکرم سے خوش حال اور مطمئن ہوں، مجھے کسی رنج والم کا شکوہ نہیں ہے مگر ملازمت میں ذلت وخواری بہت ہے حاکم کے سامنے مستقل حاضر رہنا پڑتا اور اس کے وہ احکام املا کرنا ہوتے ہیں جو قابل قبول نہیں ہوتے قسم خدا کی اگر مجھے رسوائی کی شرم نہ ہوتی تو کبھی کا کہیں اور منتقل ہو جاتا اور متوکلانہ زندگی بسر

کرتا۔'' شاید والد گرامی کی منشاء یہی تھی کہ ملازمت کو برقرار رکھا جائے۔ اس لئے ان کی زندگی میں ملازمت کرتے رہے۔ والد ماجد کے انتقال کے بعد نہ صرف ملازمت سے استعفیٰ دے دیا بلکہ دوبارہ کبھی انگریزی ملازمت اختیار نہ کی۔ آپ نے صرف ملازمت چھوڑنے پر اکتفا نہیں کیا بلکہ انگریزی حکام کے ظالمانہ احکام و اقدامات اور اس سے عوام کی تکالیف اور پریشانیوں کا تفصیلی جائزہ لیا اور ان کے ازالہ کے لئے جدوجہد کی۔ آپ کی اس جدوجہد، سیاسی بصیرت، اہل وطن کے ساتھ محبت کا اندازہ اس درخواست سے ہوتا ہے جو آپ نے 1857ء کے جنگ آزادی سے 30 سال قبل معزول بادشاہ اکبر شاہ ثانی کے نام شہریوں کی طرف سے لکھی۔

جس میں آپ نے ملک کی اقتصادی حالت، دہلی کی اقتصادی زبوں حالی کا تفصیلی جائزہ لیا اور سیاسی بصیرت اور عوام کے مسائل پر گہری نظر کا ثبوت دیتے ہوئے اسباب کا تعین فرمایا کہ یہ سارے مسائل غیر ملکی حکمرانوں کے پیدا کردہ ہیں۔

یہاں یہ بات بھی قابل غور ہے کہ آپ نے یہ درخواست انگریز افسر کے نام نہیں لکھی بلکہ مغل شہنشاہ کے نام لکھی حالانکہ لال قلعہ سالوں سے ویران تھا۔ عوام اپنی ضروریات کے لئے انگریز کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ انہیں کو سلام کرتے تھے۔ ان حالات میں آپ نے محروم اقتدار اکبر شاہ ثانی کے نام درخواست لکھ کر نفسیاتی طور پر عوام کو اس بات پر برانگیختہ کیا ہے کہ اگر انگریز کے تسلط سے نکلنا چاہتے ہو تو ان سے منہ موڑ کر دوبارہ اپنے حکمرانوں کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔ اپنے ایک قصیدہ میں اس کی وجہ بھی بیان فرماتے ہیں کہ ہم انگریز سے دوستی و تعلق کیوں نہیں رکھنا چاہتے۔ قصیدہ ہمزیہ میں فرماتے ہیں: ترجمہ: میرا قصور صرف یہ ہے کہ میں نے ان سے محبت اور دوستی نہیں کی کیونکہ ان دوستی بنص محکم کفر ہے۔ اس بات میں ایک حق پرست آدمی کے لئے اختلاف کی کوئی گنجائش نہیں ہے بھلا ان سے کیسی دوستی جو اس ذات گرامی سے عداوت رکھتے ہیں جو وجہ تخلیق ارض وسماء ہے۔

مولانا فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ انگریز کے عزائم اور اقدامات کا جائزہ لے کر اس نتیجہ پر پہنچے کہ انگریزوں کی نظر میں ملک پر ان کے ہمہ گیر تسلط اور حکومت کے استحکام کے لئے اس ملک کے تمام باشندوں کا ہندو ہونا ضروری ہے۔ رسالہ غدریہ میں فرماتے ہیں:

''انگریزوں نے ملک کے تمام امیر و غریب چھوٹے بڑے مقیم و مسافر شہری و دیہاتی باشندوں کو نصرانی بنانے کا منصوبہ بنایا ہے۔ اور اس منصوبہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کے لئے انگریزوں نے شعائر دین، اسلامی تعلیم اور احکام شرع کی حرمت کو پامال کر کے ان کو ختم کرنے کی کوشش شروع کی ہے۔''

مزید فرماتے ہیں: ''ان انگریزوں کے دلوں میں اور بہت سے مفاسد چھپے ہوئے ہیں مثلاً ختنہ کی مخالفت، شریف مستورات میں بے پردگی کا رواج اور تمام احکام دین کو مٹا ڈالنا۔''

(رسالہ غدریہ)

ایک جگہ فرماتے ہیں '' وہ اپنے مذموم مقاصد کے حصول کے لئے نظام تعلیم کو تبدیل کر رہے ہیں اور جگہ جگہ اسکولوں کا جال بچھاتے چلے جا رہے ہیں۔'' (رسالہ غدریہ)

مولانا فضل حق خیر آبادی اور دیگر زعماء، علماء برطانوی سامراج کے امڈتے ہوئے سیلاب کے خلاف جدوجہد کی تیاریاں کر رہے تھے جس کے نتیجہ میں مئی 1857ء کو انگریز کے خلاف جنگ آزادی کا آغاز ہوا۔ آپ نے بڑے جوش و جذبہ سے جنگ آزادی میں حصہ لیا۔ دہلی اور اودھ دونوں جگہ جہاد میں شامل رہے اور دیگر علماء کے ساتھ مل کر جلسوں اور وعظ و تقریر (باقی صفحہ 18 پر)

ابوالقاسم ﷺ کا گزر ہوا۔ فَتَبَسَّمَ حِيْنَ رَآنِىْ ۔ پس آپ ﷺ میری طرف دیکھ کر مسکرائے۔ تاجدار بریلی فرماتے ہیں ۔

جس کی تسکین سے روتے ہوئے ہنس پڑیں

اس تبسم کی عادت پہ لاکھوں سلام

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم ﷺ مسکرائے۔ وَعَرَفَ مَا فِيْ نَفْسِىْ ۔ اور میرے دل کی کیفیت کو آپ ﷺ نے ملاحظہ فرمالیا۔

(صحیح بخاری جلد 3 صفحہ 553 رقم الحدیث 6452 فرید بکسٹال، لاہور، سنن ترمذی صفحہ 587 رقم الحدیث 2477 دارالکتب بیروت، لبنان۔ مسند احمد جلد 7 صفحہ 454 رقم الحدیث 10627 دارالحدیث قاہرہ، مصر)

معلوم ہوا کہ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ بھی یہی تھا کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم ﷺ دلوں میں چھپے رازوں کو جانتے ہیں۔

حدیث نمبر 7:

حضور شہنشاہ حسینان عالم ﷺ نے ایک دفعہ اپنے غلاموں سے مالک بن دخشن کے بارے میں پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ کسی نے جواب دیا وہ منافق ہے۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اور اس کے رسول مقبول سے محبت نہیں کرتا۔

فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا تَقُلْ لَهُ.

پس نبی کریم ﷺ نے فرمایا اسے ایسا نہ کہو

اَلَا تَرَاهُ قَدْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ يُرِيْدُ بِذَالِكَ وَجْهَ اللّٰهِ.

کیا ہم نہیں جانتے کہ اس نے صرف اللہ کی رضا کے لئے کلمہ پڑھا ہے۔ (صحیح مسلم صفحہ 308 رقم الحدیث 1495 دارالمعرفہ بیروت لبنان۔ شرح صحیح مسلم جلد 2 صفحہ 288 فرید بکسٹال، لاہور)

اس حدیث پاک سے بھی واضح طور پر معلوم ہوا کہ حضور شہنشاہ حسینان عالم ﷺ لوگوں کے دلوں کے حال اور راز کو جانتے ہیں آپ ﷺ جانتے تھے کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہے اس لئے ایسا کہنے سے منع کر دیا اور محبت کا تعلق دل سے ہے۔

(باقی آئندہ شمارے میں......)

بقیہ: علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ

کے ذریعے لوگوں کو جہاد کی ترغیب دیتے رہے بلکہ آپ نے سالار قافلہ کا کردار ادا کرتے ہوئے بعد نماز جمعہ جامع مسجد دہلی میں علماء کے سامنے تقریر کی اور استفتاء پیش کیا مفتی صدرالدین خان، مولوی عبدالقادر، قاضی فیض اللہ، مولانا فیض احمد بدایونی، وزیر خان اکبر آبادی وغیرہ نے دستخط کر دیئے اس فتوی کے شائع ہوتے ہی ملک میں عام شورش بڑھ گئی۔ دہلی میں نوے ہزار سپاہ جمع ہوگئی اور انگریزوں کے خلاف حملے شروع ہوئے۔ جنگ ختم ہوئی علامہ فضل حق خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو گرفتار کر کے ان پر مقدمہ چلایا گیا اور آپ کو کالا پانی کی سزا سنائی گئی۔

کالا پانی میں قید کے دوران آخری ایام میں جب آپ بستر مرگ پر اٹھنے بیٹھنے کروٹ بدلنے سے مجبور تھے زندگی کا آخری وقت تھا۔ اس کرب و اضطراب کی حالت میں ایک انگریز افسر آیا اس نے حضرت علامہ سے کہا اگر آپ محض اتنا کہہ دیں کہ مجھے اپنے فتوے پر افسوس ہے جو میں نے انگریزوں کے خلاف جہاد کا دیا تھا تو میں آپ کو رہا کر دیتا ہوں۔ یہ سنتے ہی آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور گرجدار آواز میں فرمایا "مجھے ایسی ایک نہیں ہزار زندگی دی جائے تو فضل حق یہی کہے گا انگریزوں سے جہاد فرض ہے۔"

حالت اسیری میں 12 صفر المظفر 1278ھ بمطابق 20 اگست 1861ء کو آپ نے وصال فرمایا اور جزیرہ انڈمان ہی میں مدفون ہوئے۔